AL-NOOR
P ISSN: 3005-8252
O ISSN: 3005-8260
VOL: 02 NO: 02 2023

تحریک پاکستان میں دینی قوتوں کا کردار[1]

Role of Religious Forces in the Pakistan Movement

ABSTRACT

It is clearly evident that the emergence of the Pakistan Movement was based on the Two-Nation Theory. The motivation behind it was the call of "La ilaha illallah," emphasizing the formation of an Islamic government and divine governance. The prevalent terminology during the movement included Islamic state (اسلامی نظام حکومت) and divine sovereignty (حاکمیت الٰہیہ کا قیام), terms widely used by political leaders at the time. People, driven by the desire for an Islamic, prosperous (فلاحی), and ideological state, not only made efforts but also willingly sacrificed in various ways. References to the struggle of the dedicated Mujahideen, who broke the shackles of oppression and colonization, will always be at the forefront whenever people discuss the Pakistan Movement. They consistently challenged injustice and barbarity, constructing a wall against the tyranny of false rulership.

The role of Muhammad bin Qasim marks the inception of the Pakistan Movement, and it progresses through the speeches and plans of Quaid-e-Azam, culminating in the establishment of Pakistan. The immense struggle undertaken by the masses for an Islamic state could not have been possible under secular motives. The Two-Nation Theory fundamentally aimed at the creation of a distinct and separate Islamic state for Muslims. This study focuses on the key points and historical efforts encompassing this idea.

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ تحریک پاکستان دوقومی نظریہ کی بنیاد پر برپا ہونے والی تحریک تھی ۔ اس تحریک کی بنیادوں میں جذبہ لاالہ الااللہ کارفرماتھا۔ اسلامی نظام حکومت، حاکمیت الٰہیہ کا قیام ، ایسی اصطلاحات تھیں جو تحریک پاکستان کے وقت زبان زد عام تھیں اور یہی وجہ تھی کہ اُس وقت کے تمام سیاستدانوں اور لیڈروں نے بھی ان ہی اصطلاحات اور نعروں کا استعمال کیا۔ ایک اسلامی ،فلاحی اور نظریاتی ریاست ہی کے حصول کے لیے لوگوں نے دیوانہ وار نہ صرف کوششیں کی بلکہ قربانیاں بھی پیہش کئیں۔ تحریک پاکستان کے حوالہ سے جب بھی بات ہوگی اُن گمنا م اور سرفروش مجاہدین کا ذکر ہمیشہ سرفہرست رہے گا۔ جنہوں نے استبداد و استعمار کی زنجیروں کو توڑا ۔ ظلم و بربریت کو ہمیشہ چیلنج کیا اور باطل کی فرمانروائی کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنے۔

[1]- Shamsher Ali
Ph.d Scholar Islamic Studies
Qurtuba University of Science and Information Technology Peshawar
Email: shahidkalami1@gmail.com

ہمیں تاریخ کے سب سے کم سن فاتح محمد بن قاسم رحمہ اللہ نے دیبل میں راجہ داہر کو شکست دی ۔ منجبیقوں کے ذریعے قلعہ کا محاصرہ ختم کرکے 10۔ رمضان المبارک 93ھ کو سند ھ فتح کیااور تاریخ میں یہ حقیقت ہمیشہ کے لیے راقم ہوگئی ہے کہ محمد بن قاسم رحمہ اللہ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کا پہلا سردار اور سالارکارواں تھا۔ محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے بعد محمود غزنوی رحمہ اللہ اور سلطان شہاب الدین غوری رحمہ اللہ کا دور مسعود ہمیں اس خطے میں نظر آتاہے ۔ سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت راولپنڈی کے قریب سوہاوہ نامی گاؤں میں ہوئی کہ جب 1206ء میں سلطان شہاب الدین غوری کورمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے دوران شہید کردیااور وہیں اُن کا مرقد ہے[i]۔

سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت کے بعد ملوک معزیہ (معزالدین شہاب الدین غوری کی طرف نسبت) میں سب سے زیادہ شہرت اور مقام ومرتبہ سلطان قطب الدین ایبک کو حاصل ہوا۔ یہ اتفاق ہے کہ ہندوستان کا یہ فرمانروا بھی محمد بن قاسم کی طرح عراق سے آیاتھا۔ قطب الدین ایبک ایسا فرد تھا جس کی نسبت خاندان غلاماں سے تھی ۔ اپنی ریاست کی حفاظت اور اُمور سلطنت کی ادائیگی کے لیے قطب الدین کو آخر زمانے میں زیادہ وقت لاہور میں قیام کرنا پڑتاتھا۔ 1210ء میں انارکلی لاہور میں قطب الدین ایبک رحمہ اللہ رحلت کی اور وہیں اُن کا مرقد مبارک ہے۔ شاہنامہ اسلام میں ابوالاثر حفیظ جالندھری رحمہ اللہ نے قطب الدین ایبک رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا۔

وہ قطب الدین وہ مرد مجاہد جس کی ہیبت سے
یہ دنیا ازسر نو جاگ اٹھی تھی خواب غفلت سے
اکھاڑیں ہند سے جس نے ستمگاری کی بنیادیں
رکھیں ہر دل میں انسانی رواداری کی بنیادیں
وہ جس کی جرأت بیباک سے سفاک ڈرتے تھے
وہ جن کے بازؤں کی دھاک سے افلاک ڈرتے تھے
وہ قطب الدین جس کے دامن تشہیر کا سایہ
قلوب راجگان ہند کو دامن میں لے آیا
لکھی ہے ذرّے ذرّے کی جبیں پر داستان جس کی
ہے سرخی داستان فاتح ہندوستان جس کی
یہاں لاہور میں سوتاہے اک گمنام کوچے میں
پڑی ہے یاد گار دولت اسلام کوچے میں
یہ تربت حاتمی ہے اُن حجازی شہہ سواروں کی
مسلمانوں نے مٹی بیچ لی جن کے مزاروں کی
یہاں تک ابرباراں کی رسائی ہونہیں سکتی
گھٹا روتی ہوئی آتی ہے لیکن رو نہیں سکتی[ii]

ان کے بعد سلطان شمس الدین الشمس رحمہ اللہ سلطان جلال الدین اپنی خوارزم شاہ رحمہ اللہ اور غیاث الدین بلبن ، سلطان محمد تغلق رحمہ اللہ کی فتوحات اور اس خطے میں اسلامی اقدار کی ترویج استبداد واستعمار کا مقابلہ ہمیں ہر محاذ پر نظر آتاہے۔

اورنگزیب عالمگیر کی وفات سے چار سال قبل اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کے ایک محافظ کو پیدا فرمایا ۔ یہ محافظِ اسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تھے جن کی تعلیم و تربیت جہاد ومجاہدہ واصلاح و دعوت نے اس خطے پر دوررس اثرات مرتب کیے ۔دین اسلام کے زریں اصولوں کی تبلیغ اور درس و تدریس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نظام حکومت کا ایک خاکہ پیش کیااور اس سیاسی تحریک کے ساتھ اسلامی ریاست اور اسلام کے تحفظ کے لئے جہاد کانظریہ پیش کیا۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی تحریک ایک بھرپور اور منظم تحریک تھی جو تاریخ میں شریک ولی اللہ ہی کے نام سے مشہور ہوئی ۔ 1763ء میں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی رحلت کے بعد ان کے فرزندارجمند شاہ عبدالعزیز نے اپنے والد بزرگوار کے اس مشن کو جاری رکھا اور اس تحریک نے بھرپور مقبولیت حاصل کی۔ اس تحریک کے مجاہدین غلبہ اسلام کے اس عظیم مشن کو لے کر 1826ء میں راجستھان اور سندھ سے ہوتے ہوئے قبائلی علاقے اور صوبہ خیبر میں پہنچے ۔ مجاہدین کے اس قافلے کی قیادت سید احمد شہید رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ کے پوتے شاہ اسماعیل شہید کررہے تھے ۔

مجاہدین کی اس تحریک کا مقصد صوبہ سرحد اور ملحقہ قبائلی علاقے کو مرکز بنا کر اسلامی حکومت کا قیام اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روکنا تھا۔ اس عملی جدوجہد کے مطابق 1827ء میں پشاور میں اسلامی حکومت کا نفاذکردیاگیا۔ اس اسلامی حکومت کے سربراہ سید احمد شہید بنائے گئے ۔ اس وقت انگریزوں کے فتنہ کے ساتھ ساتھ سکھوں کا اقتدار بھی مسلمانوں پر کم مظالم نہیں ڈھا رہاتھا۔ سید احمد شہیدؒ کی قیادت میں مجاہدین نے اکوڑہ خٹک حضر و اور نوشہرہ میں مختلف جنگیں لڑیں اور فتح یاب ہوئے۔

سکھوں کی سازشیں بڑھنے لگیں ۔ ابتدائی مصالحت کے نام پر اور پھر خو د پشاور آکر رنجیت سنگھ نے پشاور کے قبائلی سرداروں کو اکسایا اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف مجاہدین کا قتل عام ہوا بلکہ 1831ء کے اوائل میں سید احمد شہید رحمہ اللہ نے دریائے سندھ کو پار کیا اور ضلع ہزارہ میں پڑاؤ کیا۔ مئی 1831ء میں وادی کاغان بالا کوٹ میں سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید اور ان کے اکثر رفقاء شہادت سے سرفراز ہوئے ۔ اس کے بعد سکھوں اور انگریزوں کی مشترکہ حکمت عملی رہی کہ مجاہدین کو منتشر کیا جائے مگر مختلف ٹکڑیوں میں بٹنے کے باوجود اُن کے عزائم میں کمی آئی اور مختلف مقامات پر اپنے مشن کے لئے اُن کی قربانیاں جاری رہیں ۔ یہاں تک کہ 1857ء کی جنگ آزادی میں ان مجاہدین کے ہر طرح کی قربانیاں دیں [iii]۔

صوبہ سرحد کے مختلف قبائلی علاقوں اور ریاستوں میں مجاہدین کے مراکز موجود تھے ۔ بونیر ،چنگلئی ،پنچتار اور ستھانہ میں مجاہدین کے مراکز کو انگریزوں نے توپوں سے انتہائی بے دردی سے تہس نہس کردیا تھاتاکہ سرحد میں جہاد و شہادت کے جذبات سر نہ اٹھائیں۔[iv]

حاجی ترنگزئی:

انگریزوں کے خلاف مزاحمت اور ظلم و استبداد کے خلاف جہاد کے حوالہ سے مختلف نام ہمیں نظر آتے ہیں ان میں حاجی ترنگزئی کا نام اس حوالہ سے انتہائی نمایاں ہے کہ پاکستان بننے سے محض دس سال قبل ان کی رحلت ہوئی۔ اور حاجی ترنگزئی کے اعوان و انصارشاگرداور مجاہدین نے پاکستان کا قیام اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ حاجی صاحب ترنگزئی غالباً وہ پہلے مجاہداعظم تھے جنھوں نے انگریزی علاقوں اور انگریزی نظام تعلیم کے خلاف بغاوت کا علم اٹھاایا۔ لوگوں کو ترغیب دی کہ وہ آپس کے تنازعات کو جرگہ اور اسلامی نظام کے تحت نمٹائیں اور انگریزی عدالتی نظام کا بائیکاٹ کریں۔ انگریزوں کے قائم کردہ اسکولوں کی مخالفت کرتے ہوئے انہوں نے عوام الناس کی سہولت کے لیے سینکڑوں مدرسہ اسکول قائم کردیئے ۔ حاجی صاحب ترنگزئی نے 22سال تک عملی جہاد میں شرکت کی ۔ انگریز سرکار نے چارسدہ میں ان کی جائیداد اور جاگیر ضبط کرلی تو قبائلی علاقوں کو انہوں نے اپنا مسکن بنالیا۔ اُن کا مسکن مہمند کے علاقے غازی آباد میں تھا مگر اُن کے مریداور معتقدین پورے سرحد اور قبائلی علاقہ جات میں منظم اور فعال تھے ۔ حاجی صاحب ترنگزئی اور سید احمد شہید صاحب کی تحریک میں اتنا فرق ضرور تھا کہ سید احمد شہید صاحب رحمہ اللہ ہندوستان سے ہجرت کرکے آئے تھے اور یہاں کی مقامی زبان اور کلچرو روایات پر ان کی گرفت نہیں تھی ۔ حاجی صاحب ترنگزئی اس علاقے کے سپوت اور ان روایات و اقدار کے امین تھے ۔ حاجی ترنگزئی اور ان کے لشکر نے پہلا جہاد انگریزوں کے خلاف ملاکنڈ پیر کلے، بٹ خیلہ اور چکدرہ محاذ پر کیا۔ جہاد کے علاوہ معاشرے کی اصلاح اور غلط رسوم و رواج کی بیخ کنی کے لئے بھی حاجی صاحب نے بھرپور کردار ادا کیا۔ حاجی صاحب ترنگزئی کے گاوں کے رہنے والے ایک عالم عبدالغفار باچا اپنی قلمی یادداشتوں میں لکھتے ہیں۔

> ’’حاجی صاحب کی ان کوششوں کا نتیجہ یہ ہواکہ مسجدیں نمازیوں سے بھر گئیں ۔ لوگوں کے دل ودماغ اسلامی سانچے میں ڈھل گئے ۔ قبیح اور غیراسلامی رسومات سے پاک معاشرہ قائم ہوگیا۔ لوگوں نے انگریزی عدالتوں کا بائیکاٹ کرکے اپنے باہمی تنازعات اپنی ہی قائم کردہ اصلاحی کمیٹیوں میں نمٹانے شروع کردیئے۔ انگریزوں کی ملازمت کی نظر سے دیکھتے ہوئے لوگوں نے ترک کردی۔ اسلام کے تحفظ کے لئے مخلص اور جانثار مجاہد پیدا کرنے کے لیے لوگوں نے حاجی صاحب کی ہدایت پر اپنی مد د آپ کے تحت اسلامی مدرسے قائم کرنا شروع کردیئے۔
>
> یہ تمام تیاریاں مسلمان قوم کو اسلام کے حقیقی سانچے میں ڈھالنے کے لئے اور ملک کو غیروں کے پنجے سے آزاد کرانے کے لئے تھیں۔ حاجی صاحب کی کوششوں سے سرحد میں ڈیڑھ صد سے زائد دینی مدرسے قائم ہوئے۔ حاجی صاحب اس طرح

کے مدرسے سرحد اور آزاد قبائل کے چپے چپے میں قائم کرنا چاہتے تھے ۔ سرحد اور آزاد قبائلی علاقوں میں اسی طرح کی معاشرتی اصلاحی کمیٹیاں اور آزاد اسلامی مدرسے قائم کرنا چاہتے تھے کہ اچانک پہلی جنگ عظیم شروع ہوگئی ۔ یورپ کی طاقتوں نے خلافت کو مٹانے اور دوسرے اسلامی ممالک کو ہڑپ کرنے کی طرف قدم بڑھائے تو شیخ الہند کے حکم پر حاجی صاحب نے ترنگزئی سے آزاد علاقے میں جا کر عملی جہاد کاآغاز کردیا ۔ جس کے لیے وہ ایک عرصہ سے تیاریاں کررہے تھے ۔ اس کے بعد حاجی صاحب زندگی کے آخری لمحے تک وطن کی آزادی اور ولی الٰہی تحریک کی تکمیل کے لیے انگریزوں کے خلاف سینہ سپر رہ کر جہاد میں مصروف رہے تاکہ برصغیر میں اسلامی مملکت کا قیام عمل میں لاناممکن ہوسکے۔"[v]

حاجی صاحب ترنگزئی کی یہ جہادی سرگرمیاں کتنی مؤثر تھیں اور انہوں نے ہر طرح کے وسائل سے لیس انگریز کی فوج اور اُن کے حواریوں کو کس طرح ناکوں چنے چبوائے تھے ۔ اس کااندازہ اس سرکاری رپورٹ سے لگایا جاسکتاہے۔

"حاجی صاحب نے جب مہمند میں ایک بہت بڑے جرگے کا اہتمام کیا تو جرگے کے بعد حاجی صاحب کا لشکر نحقی کے راستے گندھاب کی طرف روانہ ہوا ۔ اس لشکر میں مٹائی موسیٰ خیل ،کڈہ خیل ،ماضی ،باجوڑ ی ،اتمان زئی ، دادیزئی ،کمال حلیمزئی ،کے مجاہدوں ہزاروں کی تعداد میں شامل تھے ۔ مٹائی قبیلے کی رہنمائی زرخان ، کڈہ خیل کی قیادت میں محاصل خان ،باجوڑی قبیلے کی قیادت فقیر آف علنگر کررہے تھے اور اجتماعی طور پر یہ تمام لشکر حاجی صاحب کی زیر قیادت گندھاب کی طرف بڑھ رہاتھا تاکہ گندھاب پہنچ کر انگریزی فوج کا راستہ روکے جو گندھاب سے آگے بڑھ رہی ہے۔"[vi]

7- اپریل 1927ء کو ڈپٹی کمشنر نے چیف کمشنر کو مجاہدین کے لشکر کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا۔

"حاجی صاحب کو بائندی اور فادیزئی قبیلوں کی زبردست حمایت اور امدا د حاصل ہے۔ مجاہدین کا لشکر گندھاب کی طرف بڑھ رہاہے ۔ اس لشکر سے یہ اندازہ ہو رہاہے کہ گندھاب کے حلیمزئی کے ان لوگوں کو جو ہمارے معاون ہیں وہ اس لشکر کی زد میں ہوں گے۔ نیز ہماری حکومت کو بھی اس لشکر سے سخت خطرہ لاحق ہے۔ لہٰذا اگر اس وقت ان علاقوں پر زبردست بمباری کی جائے ۔ جن سے لوگ حاجی ترنگزئی کی مدد یا

حمایت کررہے ہیں یا اس کے لشکر میں شامل ہیں۔ اس میں ذرا
سی دیر بھی مناسب معلوم نہیں ہوتی۔"[vii]

1937ء میں حاجی صاحب ترنگزئی نے غازی آباد میں علالت کے بعد داغ مفارقت دے گئے۔ ملک کے مختلف علاقوں سے وفود جنازے میں شرکت کے لیے پہنچے اکثر اسلامی ممالک میں غائبانہ جنازہ ادا کی گئی ۔ جامعہ ازہر میں بھی غائبانہ جنازہ ادا کی گئی ۔ افغانستان کے ہر صوبہ کے گورنر کو ہدایت کی گئی کہ وہ مکمل طور پر سوگ منائے۔ حاجی صاحب کی وفات کے سالوں میں پاکستان کا مطالبہ ہو رہاتھا۔ جب پاکستان کا مطالبہ نقطہٗ عروج پر پہنچا اور انگریزوں نے بھی آزاد مملکت کے قیام پر آمادگی ظاہر کی تو اُس وقت کانگریس کے لیڈر سازشیں کرنے لگے اور قبائلی علاقے اور سرحد کے عوام کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں کرنے لگے ۔ ایسے ہی ایک موقعہ پر جب چند کانگریسی لیڈر غازی آباد پہنچے اور حاجی صاحب ترنگزئی کے بڑے بیٹے بادشاہ گل سے کہاکہ وہ قبائلی عوام کو کانگریس کی حمایت پر آمادہ کریں تو بادشاہ گل نے ان لیڈروں سے کہا :۔

"میرے والد نے اور ہم نے اسلامی حکومت کے قیام کے لیے
ساری عمر جہاد کیا اب جبکہ برصغیر میں ایک اسلامی حکومت
پاکستان قائم ہونے والی ہے تو میں کس طرح اسلامی حکومت
کے قیام کی مخالفت کروں ۔"[viii]

جب پاکستان کا قیام عمل میں آچکااور بھارت نے کشمیر میں اپنی افواج داخل کردیں تو یہی بادشاہ گل اپنے ہزاروں مریدوں کے ساتھ کشمیر جہاد کرنے کے لئے پہنچے۔

تحریک پاکستان اور مشائخ:

تحریک قیام پاکستان کا تذکرہ حضرت پیر جماعت علی شاہ کے تذکرے کے بغیر مکمل نہیں ہے ۔ یوں تو کئی مشائخ کا تذکرہ اس حوالے سے اہم ہے جن میں پیرآف بھرچونڈی شریف ، پیر آف چورہ شریف ، پیر آف علی پور سیدں شریف اور پیر آف مانکی شریف کا نام سر فہرست ہے ۔

جون 1945ء میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ نے تحریک پاکستان کی حمایت میں کہا کہ قیام پاکستان کے لیے محمد علی جناح ہمارا بہترین وکیل ہے اور چونکہ مسلم لیگ اسلامیان ہند کی واحد نمائندہ سیاسی جماعت ہے لہذا تمام مسلمان تحریک پاکستان میں شرکت کریں۔ اسی طرح پیر جماعت علی شاہ نے اعلان کیا کہ میرا جو مرید تحریک پاکستان کیا س جدوجہد میں شریک نہ ہو گا میں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاؤں گا۔ [ix]

تحریک پاکستان اور بالخصوص صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کی کامیابی میں پیر امین الحسنات کا بنیادی کردار ہے ۔ پیر صاحب یکم فروری 1922ء بمطابق 3جمادی الثانی 1340ء کو مانکی شریف نوشہرہ میں پیدا ہوئے ۔[x]

قیام پاکستان کے وقت صوبہ سرحد میں کانگریس کی حکومت تھی ۔1945ء میں ڈاکٹر خان صاحب نے اعلان کیا تھا کہ جس شخص نے محمد علی جناح کو پشاور آنے

کی دعوت دی میں اس کا گھر جلا دوں گا۔ پیر آف مانکی شریف حضرت امین الحسنات نے اس کا یہ چیلنج قبول کیا اور قائد اعظم محمد علی جناح کو دعوت دی اور پیر صاحب کی دعوت پر قائد اعظم محمد علی جناح نے 24نومبر1945ء کو مانکی شریف نوشہرہ کا دورہ کیا ۔ اس موقع پر خان لیاقت علی خان اور عبدالرب نشتر کی موجودگی میں پیر صاحب نے تاریخی دستاویز پر قائدا عظم سے دستخط ثبت کروائے کہ پاکستان بننے کے بعد ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کیا جائے گا۔[xi]

اس حوالے سے قائد اعظم محمد علی جناح اور لیاقت علی خان کی پیر آف مانکی شریف سے مراسلت بھی ریکارڈ کا حصہ ہے ۔

13اگست 1947ء کو قائد اعظم نے پیر آف مانکی شریف کو کراچی سے فون کیا اور مبارک باددی۔[xii]

پیر صاحب نے پورے ملک کے دورے کیے۔ اپریل 1946ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس سے خطاب کیا۔ اڑھائی گھنٹے کی اس مفصل تقریر میں انہوں نے فرمایا کہ میں نے قائد اعظم سے وعدہ لیا ہے کہ وہ پاکستان میں اسلامی نظام نافذ کریں گے ۔کل کو اگر اس کے برعکس کوئی اور نظام جاری کیا گیا تو کل ہمارا رویہ بھی آج کے برعکس ہو گا۔[xiii]

تحریک پاکستان اور مولانا مودودیؒ:

پروفیسر خورشید احمد صاحب سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمہ اللہ کی کتاب ''تحریک آزادی ہند اور مسلمان ''حصہ اول کے مقدمہ میں صفحہ 16پر لکھتے ہیں کہ تحریک پاکستان دوقومی نظرئے کی بنیادپرتھی۔اس میں مولانا مودودی رحمہ اللہ کی تحریرات کا بڑاعمل دخل ہے۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے جائنٹ سیکرٹری اس کی مجلس عمل) (Committee of Actionاور مرکزی پارلیمانی بورڈ کے سیکرٹری جناب ظفر احمد انصاری صاحب لکھتے ہیں:

> ''اس موضوع پر مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے مسئلہ قومیت کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین لکھا جو اپنے دلائل کی ۔ محکم زوراستدلال اور زور بیان کے باعث مسلمانوں میں بہت مقبول ہوا اور جس کاچرچا بہت تھوڑے عرصہ میں اور بڑی تیزی کے ساتھ مسلمانوں میں ہوگیا۔اس اہم بحث کی ضرب متحدہ قومیت پر پڑی اور مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کا احساس بڑی تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا۔ قومیت کے مسئلہ پر یہ بحث محض نظری نہ تھی بلکہ اس کی ضرب کانگریس اور جمعیت العلماء ہند کے پورے موقف پر پڑتی تھی ۔ اُن کی جداگانہ قومیت کا احساس کسی طرح ختم کرکے ان کے ملی وجود کی جڑیں کھوکھلی کردی جائیں ۔ خود مسلم لیگ نے اس بات کی کوشش کی کہ اس بحث کا مذہبی پہلو زیادہ سے زیادہ نمایاں کیا جائے تاکہ عوام کانگریس کے کھیل کو سمجھ سکیناور اپنے دین و ایمان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں''۔[xiv]

آگے چل کر مولانا انصاری صاحب پھر لکھتے ہیں:

''دراصل پاکستان کی قرار داد سے پہلے ہی مختلف گوشوں ے حکومت الٰہیہ اور خلافت ربانی و غیرہ کی آوازیں اٹھنے لگی تھیں۔علامہ اقبال نے ایک مسلم ہندوستان کا تصور پیش کیا تھا۔ مودودی صاحب کے لٹریچر نے حکومت الٰہیہ کی آواز بلند کی تھی ۔ چودھری افضل حق نے اسلامی حکومت کا نعرہ بلند کیاتھا۔ مولانا آزاد سبحانی نے خلافت ربانی کاتصور پیش کیاتھا۔ جگہ جگہ سے اس آواز کا اٹھنا اس بات کی نشاندہی کرتاہے کہ مسلمان اپنے مخصوص طرزِ فکر کی حکومت قائم کرنے کی ضرورت پوری شدت سے محسوس کررہے تھے'' ۔[xv]

یہ ایک الگ بات ہے کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ نے مسلم لیگ کے طریقہ کار سے اختلاف کیاتھا۔ البتہ وہ نظریہ پاکستان کی پوری طرح خدمت کررہے تھے ۔ مولانا مودودیؒ نے طریقہ کار سے اختلاف جن اصولوں اور بنیادوں پر کیاتھا آج بھی وہ ہمارے سامنے سوالیہ نشان کی طرح برقرار ہیں۔نفاذ اسلام کے راستے میں رکاوٹیں اور دو قومی نظریہ کی ہی اب نفی کرنا ایسے سوالیہ نشان ہیں جن کے جوابات میں یہ حقیقت شامل ہے کہ دین کے نظام کی تنفیذ لادینی سیاست کے علمبردار نہیں کرسکتے۔جنہیں دین کی تعلیمات کا سرے سے شعور ہی نہیں ہے وہ کیسے دین کی تنفیذ کی کوشش اور سعی کریں گے۔

جب مسلمانوں کے ایک خاص گروہ نے کہاکہ ایک ہندوستان کی تقسیم اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کردینے کو کیسے گوارا کیا جاسکتاہے تو مولانا نے تصور پاکستان کی تائید کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ نے فرمایا:

''مسلمان ہونے کی حیثیت سے میری نگاہ میں اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں کہ ہندوستان ایک ملک رہے یا دس ٹکڑوں میں تقسیم ہوجائے تمام روئے زمین ایک ملک ہے۔ انسان نے اس کو ہزاروں حصوں میں تقسیم کررکھاہے۔ یہ اب تک کی تقسیم اگر جائز تھی تو آئندہ مزید تقسیم ہوجائے تو کیا بگڑ جائے گا۔ اس بُت کے ٹوٹنے پر تڑپے وہ دواسے معبود سمجھتاہو مجھے تو یہاں اگر ایک مربع میل کا رقبہ بھی ایسا مل جائے جس میں انسان پر خدا کے سوا کسی کی حاکمیت نہ ہو تو میں اس کے ایک ذرہ خاک کو تمام ہندوستان سے زیادہ قیمتی سمجھوں گا'' ۔[xvi]

یہ بات بھی واضح ہے کہ صوبہ سرحد کے ریفرنڈم کے موقعہ پر مولانا مودودیؒ نے لوگوں کو پاکستان کے حق میں ووٹ ڈالنے کی ترغیب دی اور ایک موقعہ پر فرمایا :

''اگر میں صوبہ سرحد کا رہنے والا ہوتا تو استصواب میں میرا ووٹ پاکستان کے حق میں پڑتا''۔[xvii]

اس حوالہ سے مولانا مودودیؒ نے پاکستان کے آئندہ نظام کے بارے میں فرمایا :

''وہ نظام اگر فی الواقع اسلامی ہو ا جیساکہ وعدہ کیاجارہاہے تو ہم دل و جان سے اس کے حامی ہوں گے اور اگر وہ غیر اسلامی نظام ہوا تو ہم اسے تبدیل کرکے اسلامی اصولوں پر ڈھالنے کی جدوجہد اسی طرح کرتے رہیں گے۔ جس طرح موجودہ نظام میں کررہے ہیں''۔[xviii]

تحریک پاکستان بحیثیت ایک دینی فریضہ:

کسی سیکولرجذبے کے تحت لادین نظریے کے تحت برصغیر کے عوام اتنی بڑی جدوجہد کے لیے آمادہ اور برسرپیکار نہ ہوسکتے تھے ۔ دو قومی نظریہ دراصل مسلمانوں کی ایک الگ اور جداگانہ اسلامی ریاست کا نظریہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کانگریس کے نظریات کے حامل افراد کو چھوڑ کر دیگر مذہبی دینی جماعتیں ،سجادہ نشین اور خانقاہیں قیام پاکستان کی حفاظت اورقربانی دینے کے لیے تیار تھیں۔ مصور پاکستان علامہ محمداقبالؒ نے اپنے تاریخی خطبہ الہ آباد میں 29دسمبر 1930ء میں فرمایا:

''اسلام فرد کی زندگی کو دین اور دنیا کے الگ الگ خانوں میں نہیں بانٹتا اور روح کی کسی ناقابل اعتماد ثبوت کا قائل نہیں ہے۔ اسلام کی رو سے خدا اور کائنات ،روح اور مادہ ، کلیسا اور ریاست ایک ہی کل کے جزو ہیں اور ایک دوسرے سے پیوست ہیں۔ میری خواہش ہے اور مجھے یقین ہے کہ شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کوایک منظم اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی''۔[xix]

قائد اعظمؒ کی تقریریں اور بیانات اس حوالہ سے واضح ہیں ۔ ان میں اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے لیے ایک الگ اسلامی ریاست کے الفاظ موجود ہیں۔ دینی اثر و نفوذ کو قائد اعظمؒ نے استعمال کیا اور مشائخ سے وعدہ کیا تھا کہ پاکستان کے قیام /الحاق کے بعد یہاں کا نظام اسلام کی بنیادوں پر قائم ہوگا۔ 25جنوری 1948ء کو یعنی قیام پاکستان کے پانچ ماہ بعد کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظمؒ نے فرمایا :

''میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ لوگوں کا ایک طبقہ جو دانستہ طور پر ہر شرارت کرنا چاہتاہے۔ یہ پروپیگنڈا کررہا ہے کہ پاکستان کے دستور کی اساس شریعت پر استوار نہیں کی جائے گی حالانکہ آج بھی اسلامی اصولوں کا اطلاق زندگی پر اسی طرح ہوتاہے جس طرح تیرہ سو برس پیش تر ہوتاتھا۔ اسلام اور اس کے اعلیٰ نصب العین نے ہمیں جمہوریت کا سبق پڑھایا ہے ۔ اسلام نے ہر شخص کو مساوات ،عدل اور انصاف کا درس دیاہے''۔[xx]

مملکت خدا داد پاکستان کے قیام کا واحد مقصد ایک الگ اسلامی فلاحی ریاست کا قیام تھا۔ جہاں اللہ تعالیٰ کے دین کے مطابق معاشرت اور زندگی کے دیگر شعبے ہوں۔

دینی قوتوں نے قیام پاکستان سے پہلے بھی اور بعد میں بھی قرار داد مقاصد کی صورت میں اس ملک میں اسلامائزیشن کے لیے بھرپور کوششیں کیں ۔ اس ملک کی بقا اور استحکام اسلام سے وابستہ ہے۔ گر اسلام اور نظریہ پاکستان کی نفی کی جائے گی تو پھر اس ملک کا بھی اللہ ہی حافظ ہوگا۔

مصادر و مراجع

---

[i] ۔ فضل محمد، صفحہ عالم پرتاریخی نقوش، (کراچی: ،المشعل پبلشرز، طبع اول، ۲۰۰۹ء) ، 4۔

[ii] ۔ ابوالاثر حفیظ جالندھری ،شاہنامہ اسلام،(لاہور:مکتبہ تعمیرانسانیت،اردوبازار2،سال اشاعت1992)، 29۔

[iii] ۔ ولیم ڈبلیو ہنٹر، ہمارے ہندوستانی مسلمان،(لاہور: ،اقبال 23 اکیڈمی،سرکلرروڈ،بیرون موچی دروازہ، طبع وسن اشاعت 1944) ، ۲۰۸۔

[iv] ۔ محمدناصر ،حاجی صاحب ترُنگ زئی ،ایک تاریخ ساز کردار، ماہنامہ عالمی ترجمان القرآن،(

اکتوبر 2008)،1 -8

[v] ۔ ، عزیز جاوید ،حاجی صاحب ترنگزئی، قلمی یادداشت از عبدالغفار باچا ساکن ترنگزئی (پشاور: ادارہ تحقیق وتصنیف1982)،54

[vi] ۔ عزیز جاوید ،حاجی صاحب ترنگزئی، رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر فرنیٹئر کانسٹیبلری صفحہ 28سیریل نمبر261،(پشاور: ادارہ تحقیق وتصنیف1982)،317

[vii] ۔ عزیز جاوید ،حاجی صاحب ترنگزئی، ڈپٹی کمشنر پشاور صفحہ 30بنڈل 9،سیریل نمبر261، (پشاور: ادارہ تحقیق وتصنیف1982)، 317

[viii] ۔ عزیز جاوید ،حاجی صاحب ترنگزئی، بیان بادشاہ گل دوم ، پیر فضل شاہ ، (پشاور: ادارہ تحقیق وتصنیف1982)، 484

[ix] ۔ تحریک پاکستان میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ کی گراں قدر خدمات ، روزنامہ پاکستان (، 11مئی 2018ء)

[x] ۔ سید شاہ تراب الحق قادری ،تخلیق پاکستان میں علمائے اہلسنت کا کردار،(کراچی: جمعیت اشاعت اہلسنت کراچی،2010) ،125

[xi] ۔ عبدالحق قادری ثانی، تنبیہ المنکرین عن حقوق المرشدین ، مترجم: محمد عبدالعلیم قادری، آستانہ عالیہ مانکی شریف، نوشہرہ، 2007ء

[xii] ۔ تحریک پاکستان اور مشائخ عظام، 149

[xiii] ۔ ہفت روزہ سواد اعظم ، لاہور،(12جنوری1960ء)

[xiv] ۔سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ، تحریک آزادی ہند اور مسلمان،(لاہور:اسلامک پبلیکشنز) ،17اورتحریک پاکستان اور علماء نظریہ پاکستان نمبرچراغ راہ صفحہ 232۔

[xv] ۔ حوالہ بالا ایضاً

[xvi] ۔ سید ابوالاعلی مودودی ،تحریک آزادی ہند اور مسلمان، حصہ سوم سیاسی کشمکش ،(لاہور: سلامک پبلیکیشنز، طبع ششم) ،22:1

[xvii] ۔ سید ابوالاعلی مودودی ،رسائل و مسائل ،(،(لاہور: سلامک پبلیکیشنز)363:1سہ روزہ کوثرمورخہ 5جولائی 1947ء ،

[xviii] ۔ ایضاً حوالہ بالا

[xix] ۔ پروفیسر خورشید احمد ، دیباچہ پاکستان اور اسلامی نظریہ ،(لاہورطابع منشوات لاہور)، 15

[xx] ۔ سلیم منصور خالد، دیباچہ پاکستان اور اسلامی نظریہ ، صفحہ 25